S. S. College, Jehanabad
Dept:- of URDU
Sub:- Prose
Name of Teacher:- DR. H M IMRAN
BA (Hons) Paper I
Topic:-

ڈپٹی نذیر احمد کی تخلیقی کاوشیں

1857 کا سال ہمارے ملک کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سال ہندوستان سے مغلیہ سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی ایک تہذیب مٹ گئی۔ ملک پر انگریزوں کا تسلط ہوگیا۔ ان کے ساتھ ایک نئی تہذیب آئی۔ سوچنے کا نیا انداز آیا۔ ہمارے بزرگ نقادوں انگریزی ادب کو دیکھا تو اس کے مقابلہ اپنا ادب لگا ناکارہ اور بے مصرف نظر آیا۔ شاعری میں عشق و عاشقی کے قصے بے وقت کی راگنی محسوس ہوئی۔ نثر کا مصنوعی انداز اظہار خیال کے راستے کی رکاوٹ معلوم ہوا اہل قلم کے دلوں میں یہ احساس جاگزیں ہوگیا کہ اب اپنی نثر و نظم کی دنیا بدل ڈالنے کا وقت آگیا ہے۔ انہی میں سے دو علامت نثر نگار سید احمد خان اور ڈپٹی نذیر احمد جیسے بلند پایہ کے نثر نگار پیدا ہوئے

ڈپٹی نذیر احمد 1836 میں بجنور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نے اپنے بیٹے کا ہاتھ تعلیم کیلئے مولوی عبدالخالق کے ہاتھ میں دے دیا تو وہ دھلی چلے آئے۔ مولوی عبدالخالق کشمیری دروازے کے پاس پنجابیوں کے کٹرے کی مسجد میں مدرس تھے۔ نذیر احمد وہیں رہنے لگے۔ کھانے کی صورت یہ تھی کہ طالب علم جھولا لے کر نکل جاتے اور گھر گھر سے کھانا مانگ لاتے۔ نذیر احمد کی ایک ~~ڈیوٹی~~ ڈیوٹی یہ بھی تھی کہ مولوی صاحب کے گھر کا سودا سلف لانا پڑتا تھا۔ ان کی سنگ دل پوتی نذیر احمد کو طرح طرح سے اذیت اور ستاتی تھی اور انگلیوں پر سل کا بٹا مار کے اپنے گھر اور سارے محلے کا مصالحہ باریک پسوائی تھی۔

ایک دن نذیر احمد سودا لانے اجمیری گیٹ گئے۔ وہی کالج میں بہت بھیڑ تھی لڑکوں کا زبانی امتحان ہو رہا تھا۔ یہ بھی تماشا دیکھنے جا گھسے اور دھکا کھا کر گر پڑے۔ انگریز پرنسپل نے اٹھایا۔ دل جوئی کی۔ ایک دو سوال کیا جن کے نتیجے میں نذیر احمد کو بھی کالج میں داخلہ مل گیا۔ محنتی اور ذہین تو تھے ہی۔ خوب جی لگا کر پڑھا۔ مولوی عبدالخالق نے اس لڑکے کو ترقی کے پر لگا کر اڑتے دیکھا تو اپنی پوتی سے نکاح کر دیا۔ وہی پوتی جس کے ستائے ہوئے تھے۔ ساری زندگی نذیر احمد اپنی شریک حیات کو ~~انگلیوں~~ انگلیوں کے وہ نشان دکھا کر دیکھو بیگم یہ تمہاری مار کی نشانیاں ہیں۔ وہ بے چاری شرما کر سر جھکا لیتی۔

نذیر احمد نے کلام پاک کا با محاورہ ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ اخلاق مذہب سے متعلق کتابوں میں الحقوق والفرائض، امہات الامہ، موعظہ حسنہ جیسی شاہکار کتابیں تصنیف کیں۔ انڈین پینل کوڈ Indian Penal Code کا "تعزیرات ہند" کے نام سے ترجمہ کیا۔

ڈپٹی نذیر احمد عربی کے عالم اور بلند پایہ کے مقرر بھی تھے۔ تقریر و تحریر دونوں میں عربی کی عبارتیں بلند ہوتی تھیں۔ قرآن و حدیث کے حوالوں سے وہ اپنی تقریر کو لائق احترام بنا دیتے تھے۔ ان کی زبان ثقیل اور عربی آمیز ضرور ہے لیکن ان کی تحریر و تقریر میں بلا کا زور اور جوش پایا جاتا ہے۔

اردو ناول پر نذیر احمد کا احسان ہے کہ اردو میں اس صنف کی داغ بیل انہی کے مبارک ہاتھوں پڑی۔ انہوں نے پے در پے کئی ناول لکھے۔ ان کا پہلا ناول مراۃ العروس ہے جو انہوں نے اپنے بچوں کیلئے تصنیف کیا تھا۔ یہ ناول ان کی شہرت عام اور بقائے دوام کا سبب بنا۔ دراصل یہ کتاب وہ اپنی بیٹی کو اردو سکھانے کیلئے قسط وار لکھ کر دیتے رہے۔ یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ عام لوگ اسے اکبری اور اصغری کا قصہ اور نذیر احمد کو اصغری و اکبری والے مولوی صاحب کہنے لگے۔ یہ ناول لڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں ہے۔ اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک معمولی لڑکی کس طرح ایک گھرانے کی اصلاح کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ دوسرا ناول بنات النعش ہے جس کا موضوع لڑکیوں کو دستکاری کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔

توبۃ النصوح ان کا شاہکار ناول ہے جسے ان کا شاہکار کہا جاتا ہے۔ نصوح ایک خواب دیکھنے کے بعد اپنے پورے خاندان کی اصلاح پر متوجہ ہوتا ہے مگر اپنے بیٹے کلیم کی اصلاح میں ناکام رہتا ہے۔ بنیادی طور پر ناول کا مقصد بچوں کی اصلاح و تربیت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

نذیر احمد اردو کے پہلے ناول نگار ہیں۔ بعض لوگوں کا اصرار ہے کہ ان کے قصے ناول نہیں تمثیلیں ہیں مگر یہ درست نہیں ہے البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ان کے ناولوں میں کچھ نقائص پائے جاتے ہیں۔ ان کے سامنے اردو میں ناول کا کوئی نمونہ موجود نہ تھا۔ اردو میں وہ اس صنف کا آغاز کر رہے تھے۔ جب کسی چیز کا پہلا نقش تیار کیا جاتا ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ خامیاں ضرور رہ جاتی ہیں بس اسی طرح کی خامیاں ان ناولوں میں پائی جاتی ہیں۔

نذیر احمد کا یہ کارنامہ کچھ کم نہیں کہ خیالی اور فوق فطری دنیا سے دامن چھڑا کے اصلی دنیا اور حقیقی زندگی کی تصویر کشی کی۔ اپنے ناولوں میں جا بجا مسلم معاشرت کے جیتے جاگتے مرقع پیش کر دیے۔ ان کے ناول کے پلاٹ بہت ہی مربوط ہیں۔ کردار نگاری میں بھی انہیں مہارت حاصل ہے۔ وہ اصل زندگی سے کردار چن لیتے ہیں اس لئے یہ بالکل سچے اور جانے پہچانے کردار لگتے ہیں۔

نذیر احمد کے مکالمے لاجواب ہوتے ہیں خاص طور پر عورتوں کی زبان سے ادا کرائے گئے مکالمے۔ دہلی میں انہوں نے مسلمان گھروں میں بولی جانے والی زبان کو بہت توجہ سے سنا تھا اور زبان پر بھی انہیں پوری قدرت حاصل تھی۔ ان کے بیشتر ناول اصلاحی مقاصد کے تحت لکھے گئے۔ یہ اصلاحی مقصد ان کے فن کو اکثر نقصان پہنچاتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ جب ان کا فن جاگتا ہے تو مقصد سو جاتا ہے اور جب مقصد بیدار ہوتا ہے تو فن کو نیند آ جاتی ہے۔ وہ فن اور مقصد کے درمیان توازن برقرار نہیں رکھ سکے۔ دراصل ان کے یہاں درس اخلاق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ بہرحال نذیر احمد کی تصانیف جدید نثر کی صنف کا سنگ بنیاد ہے۔